نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی کون سی نازل ہوئی؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Gul 2377 تاریخ:17-12-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی وحی کے متعلق دریافت کرنا ہے کہ وہ کون سی آیات پر مشتمل تھی؟ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے اس طرح کی کوئی حدیث پاک منقول نہیں ہے، جس میں بیان کیا گیا ہو کہ پہلی وحی کن آیات پر مشتمل تھی۔ اس لیے ہماری شرعی طور پر رہنمائی کی جائے کہ ان لوگوں کی بات درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہ ہو، تو جس حدیث مبارک میں پہلی وحی کی آیات کریمہ کا بیان ہو، وہ بھی بتا دی جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ان لوگوں کی یہ بات بالکل درست نہیں ہے کہ احادیث مبارکہ کی کتابوں میں پہلی وحی کی آیات کے متعلق کوئی حدیث پاک موجود نہیں۔ مفسرین کرام اور محدثین کرام نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر پہلی وحی میں سورہ علق کی پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں۔ جو یہ ہیں: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ(۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ(۲) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ(۳) الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ(۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ(۵)﴾ ترجمہ کنزالایمان: ”پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔ جس نے قلم سے

لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔" (پارہ 30، سورۃ العلق، آیت 1 تا 5)

بخاری شریف میں کئی مقامات پر پہلی وحی کا تذکرہ موجود ہے۔ چنانچہ پہلی وحی کی کیفیت بیان کرتے ہوئے بخاری شریف کے شروع میں ایک حدیث پاک ہے، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے: "عن عائشة ام المومنين انها قالت:۔۔۔ كان يخلو بغار حراء فيتحنث فيه وهو التعبد ۔۔۔ وهو فى غار حراء فجاءه الملك فقال "اِقْرَاْ" قال ما انا بقارئ قال: فاخذنى فغطنى حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلنى فقال "اِقْرَاْ" قلت ما انا بقارئ فاخذنى فغطنى الثانية حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلنى فقال "اِقْرَاْ" فقلت ما انا بقارئ فاخذنى فغطنى الثالثة ثم ارسلنى فقال ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ(۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ(۲) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ(۳)﴾ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم غار حرا میں خلوت اختیار کرکے عبادت کرتے تھے۔ ایک دن آپ غار میں تھے کہ فرشتہ آیا اور کہا: پڑھیے، آپ نے فرمایا: میں نہیں پڑھتا۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اپنی طاقت کے مطابق دبایا۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھیے۔ میں نے کہا میں نہیں پڑھتا۔ پھر مجھے دوسری مرتبہ پکڑ کر پوری قوت سے دبایا اور پھر چھوڑ کر کہا پڑھیے، میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر مجھے تیسری مرتبہ پکڑ کر پوری قوت سے دبایا اور کہا پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔ (الصحیح للبخاری، جلد 1، صفحہ 7، حدیث 3، مصر)

بخاری شریف میں ایک اور مقام پر یہی حدیث پاک بیان کی گئی ہے، جس میں سورہ علق کی پانچ آیات کا تذکرہ ملتا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے: "فقال ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ(۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ(۲) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ(۳) الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ(۴)" الايات الى قوله "عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴾ (الصحیح للبخاری، جلد 6، صفحہ 173، حدیث 4953، مصر)

عمدۃ القاری میں ہے:"قال السخاوی: ذهبت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها و الاکثرون الی ان اول ما نزل: ﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ﴾ الی قوله ﴿مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ﴾"یعنی امام سخاوی فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ اور اکثر علماء کا موقف یہ ہے کہ سب سے پہلے ﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ﴾ سے لے کر ﴿عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ﴾ تک آیات نازل ہوئیں۔

(عمدۃالقاری، جلد1، صفحہ62، بیروت)

سورہ علق کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کثیر مفسرین کرام نے بالکل واضح الفاظ میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے سورہ علق کی آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ جیسا کہ ان آیات کریمہ کے تحت تفسیر بغوی میں ہے:"اکثر المفسرین علی ان هذا اول سورة نزلت من القران---الخ"یعنی اکثر مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ قرآن کریم میں سب سے پہلے یہی آیات نازل ہوئیں۔(اس کے بعد امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف والی حدیث تفصیل سے ذکر کی۔ مترجم)

(تفسیر بغوی، جلد5، صفحہ279، بیروت)

ان آیات کریمہ کے تحت تفسیر ابی السعود میں ہے:"اول ما نزل علیه علیه الصلاة والسلام کما ینطق به حدیث الزهری المشهور"یعنی سب سے پہلے(سورہ اقرا کی)یہی آیات کریمہ نازل ہوئیں، جیسا کہ امام زہری کی مشہور حدیث بتاتی ہے۔

(ارشادالعقل السلیم، جلد9، صفحہ177، بیروت)

بیان کی گئی آیت کریمہ، اس کی تفسیر، حدیث پاک اور اس کی شرح سے واضح ہو گیا کہ پہلی وحی میں جو آیات کریمہ نازل ہوئی تھیں، ان کا ذکر حدیث پاک میں بالتفصیل موجود ہے۔ اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفصیل بیان نہیں فرمائی، البتہ اس پر ایک سوال قائم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تو اس وقت پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی جس وقت پہلی وحی کا نزول ہوا، تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس کو بیان کرنا کیسے درست

ہے؟ شارحین حدیث نے اس سوال کا جواب بہت پہلے دے دیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اگرچہ یہ واقعہ خود نہیں دیکھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے یا کسی اور صحابی سے سن کر بیان فرمایا ہے اور دونوں صورتوں میں اس حدیث کی صحت پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا، کیونکہ اگر کوئی صحابی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خود حدیث پاک نہ سنے، بلکہ کسی دوسرے صحابی سے سن کر حدیث بیان کرے، لیکن اس صحابی کا ذکر نہ کرے، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے خود حدیث سنی ہو، تب بھی وہ حدیث پاک بالاتفاق قبول کی جاتی ہے۔

عمدۃ القاری میں ہے: "هذا الحديث من مراسيل الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم فان عائشة رضى الله تعالىٰ عنها لم تدرك هذه القضية فتكون سمعتها من النبى او من الصحابى۔۔۔وقال الطيبى: الظاهر انها سمعت من النبى صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم لقولها: "قال فاخذنى فغطنى""یعنی یہ حدیث پاک صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مرسل احادیث میں سے ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ واقعہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، بلکہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے یا کسی اور صحابی سے سنا ہوگا۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ خود نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہوگا۔ اس کی دلیل حضرت عائشہ کا یہ قول ہے "انہوں نے کہا کہ مجھے فرشتے نے پکڑ کر پوری قوت سے دبایا۔" **(عمدۃ القاری، جلد1، صفحہ47، بیروت)**

صدر المدرسین علامہ غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بشیر القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: "ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بروقت اس واقعہ کے خدمت نبوی میں حاضر نہ تھیں۔ لہذا کسی صحابی سے سن کر بیان فرما رہی ہیں، جن کا نام ذکر نہیں فرمایا، تو حدیث مرسل ہے اور اگر خود محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے سن کر ناقل ہیں، تو حدیث مسند ہے اور یہی احتمال ظاہر ہے، کیونکہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ فرمانا: "قال فاخذنى فغطنى "بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خود محبوب دوجہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہ واقعہ آپ سے بالمشافہ

بیان فرمایا۔" **(بشیر القاری، صفحہ 91، کراچی)**

صحابہ کی حدیث مرسل کا حکم بیان کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "ھو مقبول بلا خلاف "یعنی صحابہ کی حدیث مرسل بغیر اختلاف کے مقبول ہے۔

(شرح شرح نخبۃ الفکر، صفحہ 588، بیروت)

اسی طرح فتاوی رضویہ میں صحابہ کرام کی حدیث مرسل کے متعلق ہے: "مراسیل الصحابۃ مقبولۃ بالاجماع "یعنی صحابہ کرام کی مراسیل بالاجماع مقبول ہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ 721، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

12 جمادی الاولیٰ 1443ھ/17 دسمبر 2021ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جا سکتی ہے